سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے خالق اور عالم الغیب ہونے کی حقیقت

مولانا خاور رشید بٹ

سوال نمبر ۱: جناب مسیح علیہ السلام کو قرآن مجید خالق کہتا ہے اور یہ لفظ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بولا جاتا ہے:

﴿وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ﴾ (المائدۃ:۱۱۰)

”(اللہ تعالیٰ مخاطب ہے: جناب مسیح علیہ السلام) اور جب تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل تخلیق کرتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔“

دوسرے مقام پر جناب مسیح علیہ السلام کا جواب یوں نقل ہوا ہے:

﴿اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ﴾ (آل عمران:۴۹)

”میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ تخلیق کرتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔“

جواب: گمراہ لوگ ہمیشہ سے سیدھی بات کو ٹیڑھا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

ملاحظہ کریں:

اوّل: اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کی صراحت میں تین اوصاف کا تذکرہ کیا ہے:

”ہر چیز پیدا کرنے والا۔“ (الزمر:۶۲)

”بغیر ماڈل اور نمونے کے نئے سرے سے پیدا کرنے والا۔“ (الحشر:۲۴)

”کسی بھی چیز کو صحیح اندازے اور تخلیق کے تقاضوں کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا“ یعنی ’الباری‘[1]

”اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔“

جبکہ اپنے علاوہ اگر کسی کو خالق ہونے کا تذکرہ کیا تو یہ وصف مقید اور خاص چیز میں تھا، جیسا کہ حضرت

---

۱ تفسیر اضواء البیان ۸/ ۱۲۳، تفسیر سورۃ الحشر: آیت ۲۴

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی یہی معنی مفہوم ہے اور آیت کے الفاظ اس کے لیے صریح ہیں کہ وہ پرندے کی شکل کی مانند بناتے تھے۔

دوم: عدم سے وجود میں لانے والا اور زندگی بخشنے والا، اس معنی کے لحاظ سے یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مستعمل ہے۔ اسی لیے ہر چیز کے خالق ہونے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور کسی دوسرے کے لیے واضح الفاظ میں اس کی نفی کر دی:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝﴾[1]

"یہ اللہ تمہارا رب ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ہر چیز کا خالق ہے، لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔"

دوسرے مقام پر اللہ عزوجلّ نے 'استفہام انکاری' میں پوچھا:

﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ﴾ (الفاطر:۳) "کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے۔"

سوال نمبر ۲: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبر دیا کرتے تھے اور یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے۔ قرآنی آیت یوں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ﴾ (آل عمران:۴۹)

"اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو، میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔"

جواب:

① اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بتاتا تھا، پھر وہ آگے لوگوں پر ظاہر کرتے، بائبل میں ان کا قول یوں ذکر کیا گیا:

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا، جیسے میں سنتا ہوں ویسے ہی عدالت کرتا ہوں۔"[2]

اسی انجیل کے اسی باب کے فقرہ نمبر ۱۹ میں ہے:

"پس یسوع نے جواب میں ان سے کہا: میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے جو باپ کو کرتا دیکھتا ہے۔"

قرآنِ مجید بھی اسی کی نشاندہی کرتا ہے:

---

۱ سورۃ الانعام:۱۰۲

۲ یوحنا ۵:۳۰

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ﴾ (آل عمران:۱۷۹)

”اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کرلیتا ہے (اسے غیب سے مطلع کرتا ہے)۔“

دوسرے مقام پر یوں آیا:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝﴾ (الجن:۲۶۔۲۷)

”اللہ تعالیٰ غیب جاننے والا ہے اور اپنے غیب کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے۔“

④ ذیل میں، الزامی طور پر بائبل کے حوالہ جات بھی دیکھ لیں جن سے کئی دوسرے لوگوں کا بھی غیب سے مطلع ہونا اور بتانا ملتا ہے تو کیا اُنہیں بھی خدا بننے کا حق ملے گا؟

اوّل: حضرت ایوب علیہ السلام اپنے دوستوں کے دلوں کے خیالات جانتے تھے۔[1]

دوم: حننیا نامی شخص نے مسیحیت قبول کی، جائیداد بیچ کر رقم عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں کی خدمت میں پیش کر دی لیکن کچھ اپنے پاس بھی رکھ لی تو جناب پطرس نے اسے کہا: شیطان نے تیرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ تو روح القدس سے جھوٹ بولے اور زمین کی کچھ رقم رکھ چھوڑے۔ شرمندگی سے یہ مر گیا، اس کی بیوی آئی اسے بھی ڈانٹا گیا، تو وہ بھی مر گئی۔[2]

سوم: جناب مسیح علیہ السلام نے سامری عورت کو اس کے حالات سے آگاہ کیا اور اس کا جھوٹ پکڑا جو کہ غیب کی خبر تھی تو کہنے لگی: ”اے خداوند! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے۔“[3]

یعنی غیب کی خبر دینے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگ خدا نہیں بلکہ نبی کہتے تھے اور آپ نے خاموشی اختیار کی۔ اگر یہی خدائی کی دلیل تھی تو اس عورت کی اصلاح کیوں نہیں کی؟

---

۱ ایوب ۱۲:۲۷

۲ رسولوں کے اعمال ۱:۵۔۱۱

۳ یوحنا ۱۹:۴

عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے استدلال میں تذکرہ ہوا یعنی ان کو فقط مٹی سے پرندے کی شکل بنانے کے سبب خالق کہا گیا اور یہ شکل بھی اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنائی۔ کیا ایسی شخصیت اللہ ہو سکتی ہے؟

دوم: مٹی سے پرندے کی شکل بنانا کونسا مشکل کام ہے۔ یہ تو عام لوگ بھی بناتے ہیں، اس میں کونسی کاریگری ہے تو ان کو بھی اللہ کہنا چاہیے؟ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی انسانوں کو تصویر سازی اور بت بنانے کی اجازت نہیں دی، صرف عیسیٰ علیہ السلام کو خاص اجازت مرحمت فرمائی، اسی لیے ان کی خصوصیات میں یوں ذکر آیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اِذن کا تذکرہ ہے۔

بہر حال ان کا اصل معجزہ اس شکل میں پھونک مارنا ہے جو اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔

سوم: مسیحی حضرات کا استدلال چونکہ قرآن مجید سے ہے۔ لہٰذا جب مکمل الفاظ سامنے رکھتے ہیں تو ان کی بنیاد ریت سے بنی نظر آتی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہاں تو اس کی بھی وضاحت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پرندے کی شکل اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت سے بنائی، تو کیا جو کسی سے اجازت کا محتاج ہو، وہ اللہ ہو سکتا ہے؟

چہارم: اگر جناب مسیح علیہ السلام خود ہی اللہ ہیں اور وہ خود ہی کام کرنے کے لیے خود سے ہی اجازت لیں، تو یہ بالکل ناممکن اور فضول بات ہے۔[1]

پنجم: جناب مسیح علیہ السلام نے تو صرف پرندے کی شکل بنائی جس کو اُنہوں نے دلیل بنا کر خدائی کا رتبہ دینا چاہا۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے معجزے سے بے شمار جوئیں بنیں اور وہ بھی جیتی جاگتی۔ لکھا ہے:

> ''تب خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ ہارون نے اپنی لاٹھی لے کر اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور زمین کی گرد کو مارتا کہ وہ تمام ملکِ مصر میں جوئیں بن جائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہارون نے اپنی لاٹھی بڑھا کر زمین کی گرد کو مارا اور انسان اور حیوان پر جوئیں ہو گئیں۔ اور تمام ملک مصر میں زمین کی ساری گرد جوئیں بن گئیں اور جادو گروں نے کوشش کی کہ اب جادو سے جوئیں کریں، لیکن ایسا نہ کر سکے اور انسان اور حیوان دونوں پر جوئیں[2] چڑھتی رہیں۔''[3]

---

۱ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۴/ ۲۷ تا ۳۳

۲ کیتھولک فرقے کے مطابق مچھر بنے تھے جبکہ پروٹسٹنٹ کی بائبل میں جوؤں کا لفظ ہے۔ دوسرا اختلاف یہاں یہ ہے کہ کیتھولک بائبل کے مطابق جادو گروں نے ان مچھروں کو اپنے جادو کے زور پر بھگانے کی کوشش کی جبکہ پروٹسٹنٹ بائبل میں ہے کہ جادو سے اُنہوں نے بھی مزید جوئیں پیدا کرنے کی کوشش کی۔

۳ خروج ۸:۱۶۔۱۸

ظاہر ہے کہ یہ کام اللہ کے حکم سے ہوا تھا، لہٰذا حضرت ہارون علیہ السلام کا معجزہ ہے جو کہ ان کی نبوت پر دلالت کرتا ہے، نہ کہ خدائی پر۔

ششم: اگر لفظ تخلیق (پیدا کرنا) کے سبب جناب عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو ثابت مان لیا جائے تو بائبل میں اس طرح تو کئی خدا سامنے آجائیں گے، جیسے:

① آشر نفیس اناج پیدا کیا کرے گا۔[1]

② زمین اپنے نباتات پیدا کرتی ہے۔[2]

③ ان تمام گناہوں کو جن سے تم گنہگار ہوئے، دور کرو اور اپنے لیے نیا دل اور نئی روح پیدا کرو۔[3]

④ اے اُستاد! ہمارے لیے موسیٰ نے لکھا ہے کہ اگر کسی کا بھائی بے اولاد مر جائے اور اس کی بیوی رہ جائے تو اس کا بھائی اس کی بیوی کو کرلے گا کہ اپنے بھائی کے لیے نسل پیدا کرے۔[4]

⑤ انجیل لوقا میں بھی اسی طرح 'پیدا کرنے' کے الفاظ[5] ہیں۔ گو ان عبارات کو مفہوم اپنی جگہ واضح ہے لیکن ہم نے صرف ان کو محض لفظ کے استعمال کی تردید کے لیے بیان کیا ہے۔ یعنی ایک لفظ دو مختلف شخصیات پر بولنے سے ان دونوں کا ہر ایک معاملے میں یکجا ہونا لازم نہیں آتا۔

ہفتم: قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خَالق دو مفہوم کے لیے آتا ہے:

اوّل: ظاہری شکل وصورت بنانا، اس اعتبار سے اللہ کے علاوہ کے لیے بھی بولا گیا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے:

﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝﴾ (المومنون:١٤)

"سو بہت برکت والا ہے اللہ جو بنانے والوں میں سب سے اچھا ہے۔"

اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے جس میں قیامت کے دن تصویریں بنانے والوں کو اللہ تعالیٰ ڈانٹتے ہوئے فرمائے گا: «اَحيُوا ما خلقتُم»[6] "تم نے جو خلق کیا، اسے زندہ کرو۔"

---

١ پیدائش ٢٠:٤٩

٢ یسعیاہ ١١:٦١

٣ حزقی ایل ١٨:٣١

٤ مرقس ١٢:١٩،

٥ ٢٠:٢٨

٦ صحیح بخاری: البیوع، باب التجارۃ فیما یکرہ۔ ح ٢١٠٥